امام کی پیروی کے مسائل

مقتدی تمام ارکان امام کی متابعت میں ادا کرے:

سوال: حضرت! میرے پاس سعودی عرب سے ایک مہمان آئے تھے، وہ ایک دن میرے ساتھ نماز پڑھنے گئے، نماز کے بعد فرمانے لگے: یہاں جماعت کی نماز میں ایک خطا ہوئی ہے، نماز کا حکم یہ ہے کہ امام جب اللہ اکبر کہہ دیں، اس کے بعد مقتدی اللہ اکبر کہیں، اس کے لیے فرمانے لگے کہ ضروری ہے کہ مقتدی بھی خیال فرمائیں اور امام بھی لفظ "اللہ" کو، یا "اکبر" کو نہ کھینچے؛ بلکہ بہت جلدی سے اللہ اکبر کہیں، اسی طرح یہ بھی فرمانے لگے کہ حکم ہے کہ جب امام رکوع میں جائیں، یا سجدے میں جائیں، یا سجدے سے اٹھیں تو جب تک امام اللہ اکبر پورا نہ کہہ لیں، اس وقت تک مقتدی اللہ اکبر شروع نہ کریں اور نہ ہی رکوع میں، یا سجدے میں جائیں اور نہ ہی سجدے سے اٹھیں، اسی طرح فرمانے لگے کہ یہی حکم رکوع سے اٹھنے کا ہے، اس طریقہ پر فرمانے لگے کہ یہی حکم سلام پھیرنے کا ہے، حضرت آپ سے معلوم کرنا تھا کہ یہ بات کہاں تک صحیح ہے؟ اور اگر صحیح ہے تو ہماری مساجد میں تو اکثر بہت سے مقتدیوں کی نماز اس حکم سے بہت مختلف ہے، جس کی پہلی وجہ تو لوگوں کی ناواقفیت ہے اور دوسری اہم وجہ یہ کہ ہماری مساجد میں اکثر امام حضرات ہر رکن پر اللہ اکبر، یا سمع اللہ لمن حمدہ، یا سلام کافی لمبا کھینچتے ہیں؟

الجواب

آپ کے سعودی دوست کی بات اس حد تک درست ہے کہ مقتدی کے ارکان امام سے پہلے ادا نہیں ہونے چاہئیں اور پھر اس میں کچھ تفصیل ہے، وہ یہ کہ اگر امام کی تحریمہ (پہلی تکبیر) سے پہلے مقتدی نے تحریمہ ختم کر لی تو اقتدا ہی صحیح نہیں ہوئی؛ اس لیے مقتدی کی نماز نہیں ہوئی اور دوسرے ارکان میں نماز فاسد نہیں ہوگی؛ لیکن سخت گناہگار ہوگا، مثلاً اگر رکوع، سجدہ میں پہلے چلا گیا تو اگر امام بھی اس کے ساتھ رکوع، سجدے میں جا کر شریک ہوگیا تو مقتدی کی نماز تو ہوگئی؛ مگر گناہ گار رہا۔ خلاصہ یہ کہ امام صاحب سے آگے بڑھنا جائز نہیں اور بعض صورتوں میں اس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔(۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/۱۷۴)

---

(۱) و أجمعوا علی أن المقتدی لوفرغ من قوله اللّٰه قبل فراغ الإمام من ذلک لایکون شارعاً فی الصلاة فی أظهر الروایات، کذا فی الخلاصة. (الفتاویٰ الهندیة: ۱/۶۹) (الباب الرابع فی صفة الصلاة، الفصل الأول فی فرائض الصلاة، انیس) ==

امام پر مقتدی کی رعایت:

سوال: جو امام بعد ختم قرأت رکوع میں جاتے وقت لفظ ''اللہ اکبر'' اس قدر لمبا کر کے کہتا ہے کہ اکثر نمازی اس سے پہلے رکوع میں چلے جاتے ہیں...... کیا ایسی صورت میں مقتدیوں کی رعایت کے لیے معمولی قرأت اور دیر نہ لگا کر رکوع میں چلا جانا امام پر واجب ہے، یا نہیں؟ اور مقتدیوں کی رعایت حتی الوسع کرنا مستحب ہے، یا نہیں؟

الجواب

بے شک مقتدیوں کی رعایت ایسے موقع پر مناسب ہے اور تکبیر کو زیادہ طویل نہ کرے؛ بلکہ مختصر کرے؛ تا کہ مقتدیوں کی تکبیر پہلے ختم نہ ہو اور مقتدیوں کو مناسب ہے کہ دیر میں تکبیر شروع کریں؛ تا کہ امام پر سبقت نہ ہو جائے۔(۱)

(فتاویٰ دار العلوم دیو بند: ۹۲/۳-۹۳)

مقتدی رکوع وسجود امام کے ساتھ کرے، یا توقف سے:

سوال: مقتدی امام کے ساتھ اپنی ہیئت کو رکوع وسجود وغیرہ میں تبدیل کرے گا، یا امام کے بعد؛ یعنی جب امام قومہ سے سجدہ میں گیا تو مقتدی بھی امام کے ساتھ سجدہ کرے گا، یا بعد میں؟ یعنی مقتدی کو توقف کرنا چاہیے، یا نہیں؟

الجواب

مقتدی کو توقف کرنا چاہیے؛ تا کہ مقتدی کی تکبیر وغیرہ امام کی تکبیر وغیرہ سے پہلے نہ ہو جاوے، **كما هو مشاهد**.(۲) فقط

(فتاویٰ دار العلوم دیو بند: ۳۶۶/۳)

== وأيضاً: ويكره للماموم أن يسبق الإمام بالركوع والسجود وأن يرفع رأسه فيهما قبل الإمام كذا في محيط السرخسي. (الفتاوىٰ الهندية: ۱۰۷/۱، الباب الرابع، الفصل الثاني، فيما يكره في الصلاة وما لا يكره، انيس)

(۱) عن أنس قال رضي الله عنه قال: صلّٰى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم فلما قضىٰ صلاته أقبل علينا بوجهه فقال: "أيها الناس إني إمامكم فلا تسبقوني بالركوع ولا بالسجود ولا بالقيام ولا بالانصراف فإني أراكم أمامي ومن خلفي، ثم قال: والذي نفس محمد بيده لو رأيتم ما رأيت لضحكتم قليلا ولبكيتم كثيرا، قالوا: وما رأيت يا رسول اللّٰه؟ قال: رأيت الجنة والنار". {رواه مسلم} (مشكوٰة، باب ماعلى المأموم من المتابعة، ص: ۱۰۱، ظفير) (الفصل الأول، رقم الحديث: ۱۱۳۷) / صحيح لمسلم، باب النهي عن سبق الإمام بركوع أو سجود او نحوهما، رقم الحديث: ۴۲۶) / مسند البزار، مسند أبي حمزة أنس بن مالك، رقم الحديث: ۷۴۹۲، انيس)

(۲) عن أنس بن مالك قال سقط النبي صلى اللّٰه عليه وسلم عن فرس فجحش شقه الأيمن فدخلنا عليه نعوده فحضرت الصلوٰة فصلّٰى بنا قاعداً فصلينا وراء ه فلما قضى الصلوٰة قال إنما جعل الإمام ليؤتم به فإذا كبر فكبروا وإذا سجد فاسجدوا وإذا رفع فارفعوا وإذا قال سمع اللّٰه لمن حمده فقولوا ربنا لك الحمد وإذا صلّٰى قاعداً فصلوا قعوداً أجمعون. (الصحيح لمسلم، باب ائتمام المأموم بالإمام: ۱۷۶/۱-۱۷۷، رقم الحديث: ۹۴۸، مكتبة البدر ديوبند، انيس)

مقتدی درودودعا پوری کر کے سلام پھیریں یا امام کے ساتھ فوراً:

سوال: آخری قعدہ میں امام کے سلام کے ساتھ ہی مقتدی سلام پھیریں، یا مقتدی اپنی باقی ماندہ درودودعا پوری کر کے سلام پھیریں؟

الجواب

ساتھ ہی سلام پھیریں، البتہ اگر کسی مقتدی کا تشہد؛ یعنی التحیات کچھ باقی رہ جائے تو اس کو پورا کر کے سلام پھیریں۔شامی میں ہے:

"والحاصل أن متابعة الإمام فی الفرائض والواجبات من غیر تأخیر واجبة فإن عارضها واجب لاینبغی أن یفوته بل یأتی به ثم یتابع کما لوقام الإمام قبل أن یتم المقتدی التشهد فإنه یتمه ثم یقوم،إلخ،بخلاف ما إذا عارضها سنة"،إلخ. (۱)(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳۶۸/۳)

امام اگر بوڑھا ہونے کی وجہ سے ارکان نماز میں دیر کرے تو مقتدی کیا کریں:

سوال: ہمارے امام صاحب کئی سالوں سے ہمیں نماز پڑھاتے ہیں اور کافی کمزور ہیں، جب وہ سجدے میں جاتے ہیں، یا سجدے سے اٹھتے ہیں تو اللہ اکبر کہتے ہیں اور مقتدی لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ مقتدیوں کے بعد کھڑے ہوتے ہیں؛ یعنی مقتدی پہلے رکن میں جاتے ہیں اور مولوی صاحب بعد میں تو کیا اس سے ہماری نماز ہو جاتی ہے، حالانکہ ان کو کئی بار سمجھایا بھی ہے کہ آپ اب استعفیٰ دے دیں اور ہماری نماز خراب نہ کریں؛ لیکن وہ نہیں مانتے، کیا اس سے ہماری نمازوں پر اثر پڑے گا؟

الجواب

ان کے استعفیٰ کی بات تو تم جانو، یا وہ جانیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری عمر میں فرماتے تھے: ''اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں؛ اس لیے مجھ سے آگے نہ بڑھو؛ بلکہ جب میں رکوع میں چلا جاؤں، تب رکوع میں جایا کرو اور جب سجدے میں چلا جاؤں، تب سجدے میں جایا کرو''۔(۲)

---

(۱) ردالمحتار،باب صفة الصلاة،مطلب مهم فی تحقیق متابعة الإمام: ۱٦٥/۲،ظفیر

(۲) عن أبی هریرة رضی الله عنه قال:سمعت رسو ل الله صلی الله علیه وسلم یقول:یا أیها الناس إنی قد بدنت فلا تسبقونی بالرکوع والسجود،ولکن أسبقکم إنکم تدرکون ما فاتکم،لم نضبط عن شیوخنا بدنت واختار أبوعبید بدنت بالتشدید ونصب الدال،یعنی کبرت،ومن قال:بدنت برفع الدال فإنه بدنت أو أراد کثیر اللحم.(السنن الکبریٰ للبیهقی:۹۳/۲،باب یرکع برکوع الإمام ویرفع برفعه ولایسبقه وکذلک فی السجود وغیره)(رقم الحدیث:۲٥۹۸،انیس)

اس لیے مقتدیوں کو چاہیے کہ امام کے حال کی رعایت کریں، امام اگر بوڑھا ہے، یا کمزور ہے تو اس سے آگے نہ بڑھیں؛ کیوں کہ امام سے آگے بڑھنا بڑے وبال کی بات ہے، ایک حدیث میں ہے: ''کیا وہ شخص اس سے نہیں ڈرتا، جو اپنے امام سے آگے نکلتا ہے کہ اس کے سر کو گدھے کے سر سے بدل دیا جائے''۔(۱)(فتاویٰ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔)

مقتدی نے امام کی تکبیر تحریمہ ختم ہونے سے پہلے تکبیر ختم کر لی تو اس کی نماز نہیں ہوئی:

سوال: زید نے امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ شروع کی، مگر ختم امام کی تکبیر سے پہلے کردی تو زید کی نماز ہوگئی، یا نہیں؟ بینوا وتوجروا۔

الجوب ـــــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

زید کی نماز نہیں ہوئی؛ اس لیے کہ تکبیر تحریمہ پوری ہونے کے بعد نماز شروع ہوتی ہے، تو جس نے امام کی تکبیر تحریمہ پوری ہونے سے قبل اپنی تکبیر پوری کرلی، وہ امام سے پہلے نماز میں شروع ہوگیا، لہٰذا اس کی اقتدا صحیح نہ ہوگی، اگر اسی تحریمہ سے منفرداً نماز پڑھے گا وہ بھی نہ ہوگی۔

قال فی شرح التنویر: "ولا یصیر شارعا بالمبتدأ فقط کاللّٰہ وبأکبر فقط ہو المختار، فلو قال: اللّٰہ مع الإمام وأکبر قبلہ أو أدرک الإمام راکعًا فقال: اللّٰہ قائمًا وأکبر راکعًا لم یصح فی الأصح". (ردالمحتار)(۲)فقط واللّٰہ تعالیٰ أعلم

۱۶/ذی قعدہ ۱۳۹۸ھ (احسن الفتاویٰ:۳/۳۰۵)

متابعت امام در بارہ تشہد:

سوال: قعدہ اولیٰ میں اگر امام قبل فراغ مقتدی کے تشہد سے، کھڑا ہوجاوے تو مقتدی کو تشہد پورا کر کے کھڑا ہونا چاہیے اور قنوت وتر میں اگر امام قبل اتمام قنوت، رکوع میں چلا جاوے تو اس کی متابعت کرنی ہوگی، ہر دو صورت میں وجہ فرق کیا ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــ

وجہ فرق یہ ہے کہ دعاء قنوت مِ جس قدر بھی ہوگئی، واجب ادا ہوگیا اور تشہد تمام واجب ہے اور اس فرق کو علامہ شامیؔ

(۱) عن أبی ہریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال: قال محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم: أما یخشی الذی یرفع رأسہ قبل الإمام أن یحول اللّٰہ رأسہ رأس حمار. (الصحیح لمسلم: ۱/۱۸۲)(باب فی النہی عن سبق الإمام برکوع أو سجود ونحوہما، مکتبۃ البدر دیوبند ،انیس)/(مشکوۃ: ۱/۱۰۲)(باب ما علی المأموم من المتابعۃ وحکم المسبوق، الفصل الأول: ۱/۳۵۸، رقم الحدیث: ۱۱۴۱، انیس)

(۲) کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل فی بیان تألیف الصلاۃ: ۲/۱۷۸، مکتبۃ زکریا، انیس

نے تحقیق متابعت میں اور باب الوتر میں بیان بھی کیا ہے:

" ركع الإمام قبل فراغ المقتدى من القنوت قطعه وتابعه". (الدر المختار)

"(قوله: قطعه وتابعه) لأن المراد بالقنوت ههنا الدعاء الصادق على القليل و الكثير وما أتٰى به منه كافٍ فى سقوط الواجب وتكميله مندوب"، الخ. (۱)

وفى بحث المتابعة: "فإن عارضها واجب لاينبغى أن يفوته بل يأتى به ثم يتابع كما لوقام الإمام قبل أن يتم المقتدى التشهد فإنه يتمه ثم يقوم (إلٰى أن قال) فكان تأخير أحد الواجبين مع الإ تيان بهما أولٰى من ترك أحدهما بالكلية "، إلخ. (۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳/۳۷۰)

سلام سے ذرا پہلے ملنے والا تشہد پورا کرے، یا سلام بعد فوراً کھڑا ہو جائے:

سوال: امام داہنی طرف سلام پھیرنے والا تھا کہ مسبوق آکر شامل ہو گیا، اب مسبوق تشہد کو پورا کر کے اٹھے، یا سلام کے بعد فوراً کھڑا ہو جائے؟

امداد الفتاویٰ میں حضرت مولانا اشرف علی صاحبؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ "مسبوق تشہد کو پورا کر کے اٹھے"۔

الجواب

وہ شخص تشہد کو پورا کر کے اٹھے، جیسا کہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے امداد الفتاویٰ میں لکھا ہے۔ (۳) فقط

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳/۳۷۹-۳۸۰)

قعدۂ اولیٰ میں مقتدی نے تشہد پورا نہیں کیا تھا کہ امام کھڑا ہو گیا، تو مقتدی کیا کرے:

سوال: اگر مسبوق امام کے ساتھ قعدۂ اولیٰ میں ملے تو امام کے فوراً اٹھنے پر اس کا اتباع کرے، یا تشہد ختم کر کے اٹھے، اگر تشہد پورا نہ کرے تو نماز میں فساد آتا ہے، یا نہیں؟

---

(۱) ردالمحتار، باب الوتر: ۱/۶۲۷، ظفیر

(۲) ردالمحتار، باب صفة الصلاة: ۱/۴۳۹، ظفير (واجبات الصلاة، انيس)

(۳) بخلاف سلامه أوقيامه لثالثةٍ قبل إتمام المؤتم التشهد فإنه لايتابعه بل يتمه لوجوبه ولولم يتم جاز. (الدر المختار)

وشمل بإطلاقه ما لواقتدى به فى أثناء التشهد الأول أوالأخير فحين قعد قام إمامه أوسلم، ومقتضاه أنه يتم التشهد ثم يقوم و لم أره صريحاً، ثم رأيته فى الذخيرة ناقلاً عن أبى الليث: المختار عندى أنه يتم التشهد و إن لم يفعل أجزأه، آه. (رد المحتار، باب صفة الصلاة: ۱/۴۶۳، ظفير) (فروع قرأ بالفارسية أوالتوراة، انيس)

الجواب

ردالمحتار شامی کی عبارت مذکورہ کے بعد مذکور ہے:

"ثم رأيته في الذخيرة ناقلاً عن أبي الليث: المختار عندي أنه يتم التشهد وإن لم يفعل أجزأه"، إلخ. (۱)

اس عبارت اخیرہ "وإن لم يفعل أجزأه" سے معلوم ہوا کہ اگر مقتدی نے تشہد پورا نہ کیا، اور امام کے ساتھ ساتھ اٹھ گیا، تو نماز صحیح ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ اس میں کراہت ہے، یا نہیں۔ الحاصل تشہد پورا نہ کرنے کی صورت میں نماز ہوجاتی ہے، فساد صلوٰۃ کا کوئی قائل نہیں ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۳۰)

امام کے ساتھ ارکان کی ادائیگی:

سوال: جماعت کی نماز کے دوران امام جب رکوع وسجود کرتا ہے، کیا اس کے ساتھ ساتھ، یا بعد میں؛ یعنی امام سجدے میں چلا جائے، تب مقتدی کو سجدہ کرنا چاہیے، یا امام کے ساتھ ساتھ؟

الجواب

مقتدی کا رکوع وسجدہ اور قومہ وجلسہ امام کے ساتھ ہی ہونا چاہیے، بشرطیکہ مقتدی، امام کے رکن شروع کرنے کے بعد اس رکن کو شروع کرے، نیز یہ کہ امام سے آگے نکلنے کا اندیشہ نہ ہو، اگر امام کے اٹھنے بیٹھنے کی رفتار سست ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ اگر اس امام کے ساتھ ہی انتقال شروع کیا تو امام سے آگے نکل جائے تو ایسی حالت میں تھوڑا سا توقف کرنا چاہیے۔ (۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/۲۷۴)

مقتدی اگر امام سے پہلے سلام پھیر دے تو کیا حکم ہے:

سوال: تذکرۃ الرشید میں ہے کہ "اگر مقتدی امام سے پہلے سلام پھیر کر فارغ ہوگیا تو مقتدی کی نماز فاسد ہوجائے گی" اور شامی، عالمگیری، البحرالرائق وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز مقتدی کی اس صورت میں ہوجائے گی؛ لیکن مع الکراہت۔ اس مسئلہ کو مصرح تحریر فرمایا جاوے؟

---

(۱) پوری عبارت اس طرح ہے: وشمل بإطلاقه ما لو اقتدى به في أثناء التشهد الأول أو الأخير فحين قعد قام إمامه أو سلم ومقتضاه أنه يتم التشهد ثم يقوم ولم أره صريحاً، ثم رأيته في الذخيرة ناقلاً، إلخ. (ردالمحتار، باب صفة الصلاة، فصل في تأليف الصلوٰة، تحت قوله بخلاف سلامه، إلخ، قبل إتمام المؤتم التشهد فإنه لايتابعه: ۱/۴٦٣، ظفير)

(۲) والحاصل إن متابعة الإمام في الفرائض والواجبات من غير تأخير واجبة. (ردالمحتار: ۱/۴٧٠) (كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، واجبات الصلاة، مطلب مهم في تحقيق متابعة الإمام، انيس)

الجواب

یہ مسئلہ جو تذکرۃ الرشید سے نقل فرمایا ہے، یہ فرع ہے وجوب متابعت امام کی؛ کیوں کہ متابعت کے معنی یہ ہیں کہ امام کے ساتھ ساتھ ارکان وواجبات کو ادا کرے، یا اس کے بعد ادا کرے، پہلے نہ کرے؛ یعنی تقدیم ممنوع ہے، جیسا کہ شامی میں تحقیق متابعت میں نقل فرمایا ہے:

"نعم تکون المتابعة فرضاً بمعنی أن یأتی بالفرض مع إمامه أوبعده کما لو رکع إمامه فرکع معه مقارناً أومعاقباً(إلٰی أن قال)والحاصل أن المتابعة فی ذاتهاثلثة أنواع مقارنة لفعل الإمام مثل أن یقارن إحرامه لإحرامه ورکوعه لرکوعه وسلامه لسلامه"،إلخ. (۱)

اور چونکہ اس میں دو قول ہیں کہ مقتدی اقتداء امام سے کس وقت خارج ہوتا ہے، درمختار میں مذہب مشہور یہ لکھا ہے کہ امام نے جس وقت لفظ "السلام" کہا تو اقتدا ختم ہوجاتی ہے، پس اس قول کے موافق تو لفظ "السلام" میں تقدیم نہ کرنی چاہیے، ورنہ نماز فاسد ہوجاوے گی اور دوسرا قول یہ ہے کہ سلام ثانی سے اقتدا ختم ہوتی ہے تو اس قول کے موافق پورا "**السلام علیکم ورحمة اللّٰه**" امام کے ساتھ یا پیچھے ہونا چاہیے، اگر پہلے ختم کردے تو نماز مقتدی کی موافق اس قول کے فاسد ہوگی، پس تذکرۃ الرشید میں احتیاطاً اس قول کو اختیار فرمایا ہوگا۔

"وتنقضی قدوة بالأول قبل علیکم علی المشهورعندنا و علیه الشافعیة خلافاً للتکملة". (الدرالمختار) **حیث صحح أن التحریمة إنما تنقطع بالسلام الثانی".** (۲)

اور اگر کوئی دوسری عبارت پیش نظر ہے تو اس سے مطلع فرمائیے۔فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/۳۷۳-۳۷۴)

امام کی حرکت دیکھ کر تکبیر کہنے سے پہلے رکوع سجدے میں جانے والے کی نماز:

سوال: جماعت کے دوران اگلی صف میں ایک صاحب امام صاحب کی اللہ اکبر کہنے سے پہلے ہی صرف امام صاحب کی حرکت دیکھ کر رکوع، یا سجدے میں چلے جاتے ہیں، کیا صرف امام صاحب کی حرکت دیکھ کر رکوع، یا سجدے میں جانا ٹھیک ہے، یا امام صاحب کی اللہ اکبر کی آواز سن کر جانا چاہئے۔مہربانی فرما کر جواب ضرور دیں؟

الجواب

امام کی تکبیر کا انتظار کرنا چاہیے؛ لیکن اگر امام کے انتقالات کے ساتھ انتقال کرے، تب بھی جائز ہے، بشرطیکہ امام سے آگے نہ نکلے۔(۳) (آپ کے مسائل اوران کا حل:۳/۲۷۴)

(۱) رد المحتار،باب صفة الصلاة،مطلب مهم فی تحقیق متابعة الإمام: ۴۳۹/۱،ظفیر

(۲) ردالمحتار،باب صفة الصلاة،مطلب واجبات الصلاة: ۴۳۶/۱-۴۳۷،ظفیر

(۳) ویکره للمأموم أن یسبق الإمام بالرکوع والسجود وأن یرفع رأسه فیهما قبل الإمام.(الفتاویٰ الهندیة: ۱۰۷/۱،الباب السابع،الفصل الثانی)(فیما یکره فی الصلاة وما لا یکره،انیس)

کیا رفع یدین کرنے والے مقلد امام کی اقتداء میں رفع یدین کریں:

سوال: اگر کبھی ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا اتفاق ہو جو شافع، مالکی یا حنبلی مسلک پر عامل ہوں تو کیا امام کی اتباع کرتے ہوئے مجھے بھی رفع یدین کرنا ہوگا۔ اگر اتباع کرتے ہوئے رفع یدین کروں تو کیا جائز ہے، جب کہ میں حنفی مسلک پر عامل ہوں۔

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

آپ اپنے مسلک پر عمل کریں، وہ اپنے مسلک پر عمل کریں۔ (۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/۴۷۵)

حنفی عالم کی اقتدا میں حنبلی مسلک کے لوگوں کا وتر پڑھنا:

سوال: ہمارے ایک رشتہ دار، دوحہ قطر میں ایک مسجد کے امام ہیں، وہاں کے لوگ مسلکاً حنبلی ہیں اور ہمارے رشتہ دار حنفی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں، وہاں پر وتر ایک رکعت پڑھی جاتی ہے؛ کیوں کہ حنبلی مسلک کے نزدیک وتر ایک رکعت ہے اور امام حنفی ہے، کیا یہ نماز ہوگی، یا نہیں؟ اگر ہوگی تو امام کی، یا مقتدیوں کی، یا دونوں کی؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

فقہ حنفی کے نزدیک ایک رکعت کی نماز نہیں ہوتی؛ اس لیے حنفی کو ایک رکعت وتر میں امام بنانا جائز نہیں، حنفی امام اور حنفی مقتدیوں کی نماز نہیں ہوگی اور جب امام کی نماز نہ ہوئی تو حنبلی مقتدیوں کی نماز جائز نہیں، یہ حنبلی علماء سے تحقیق کرلی جائے، مجھے اس کی تحقیق نہیں۔ (۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/۴۷۵)

فجر کی دوسری رکعت میں قنوت پڑھنے والے امام کے پیچھے کیا کیا جائے:

سوال: یہاں پر؛ یعنی ابوظہبی میں اکثر مساجد میں دیکھنے میں آیا ہے کہ نماز فجر کے دوران دوسری رکعت میں رکوع کے بعد اور سجدے سے پہلے کھڑے ہو کر اور ہاتھ اٹھا کر امام اونچی آواز سے طویل دعا پڑھتا ہے اور اس کے ساتھ تمام نمازی بھی دعا پڑھتے ہیں اور آمین کہتے ہیں، ایسے بھی لوگ ہیں، جن میں میں بھی شامل ہوں، امام کے ساتھ دعا پڑھنے کی بجائے خاموشی سے کھڑے رہتے ہیں اور جب امام دعا ختم کر کے سجدے میں جاتا ہے تو ساتھ ہی سجدے میں چلے جاتے ہیں، قرآن وسنت کی روشنی میں اس دعا کے پڑھنے، یا نہ پڑھنے کے متعلق تفصیلاً جواب سے نوازیں؟

---

(۱) وأما الاقتداء بالمخالف في الفروع كالشافعي فيجوز ما لم يعلم منه ما يفسد الصلاة إعتقاد المقتدي عليه الاجماع. (الحلبي الكبير، ص: ٥١٦) (الفصل الرابع في الأولى بالإمامة، ص: ٥١٦، انيس)

(۲) قال في البحر: وهو صريح في أن صلاة ركعة فقط باطلة. (ردالمحتار: ٥٣/٢) (باب إدراك الفريضة، مطلب صلاة ركعة باطلة: ٥٠٥/٢، مكتبة زكريا، انيس)

الجواب

یہ دعاءِ قنوت کہلاتی ہے، جسے حضرات شافعیہ فجر کی نماز میں ہمیشہ پڑھتے ہیں، ہمارے نزدیک فجر کی نماز میں قنوت ہمیشہ نہیں پڑھی جاتی؛ بلکہ جب مسلمانوں کو کوئی اہم حادثہ پیش آجائے تو قنوت نازلہ پڑھی جاتی ہے؛ کیوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے حوادث کے موقع پر ہی پڑھنا ثابت ہے، بعد میں ترک فرد یا تھا، پس اگر امام شافعی المذہب ہو اور وہ فجر کی نماز میں ہمیشہ قنوت نازلہ پڑھے تو اس کے قنوت کے دوران ہاتھ چھوڑ کر خاموش کھڑے رہیں اور جب امام سجدے میں جائے تو اس کے ساتھ سجدے میں چلے جائیں۔(۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل:۳/۴۷۶)

امام کے پیچھے قرأت کے معاملے میں اپنے اپنے مسلک پر عمل کریں:

سوال: بعض لوگ پیش امام کے پیچھے نماز ادا کرتے ہیں، سورتیں خود بھی پڑھتے ہیں، کیا یہ بات مناسب ہے۔

الجواب

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک امام کی قرأت مقتدی کے لئے کافی ہے، لہٰذا امام کے پیچھے سورتیں پڑھنا صحیح نہیں اور اہل حدیث حضرات امام کے پیچھے صرف فاتحہ پڑھنے کا حکم کرتے ہیں، آپ جس مسلک کے ہوں اس پر عمل کریں، اختلافی مسائل میں دوسروں سے الجھنا نہیں چاہیے۔(۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل:۳/۴۷۶)

امام کی اقتدا میں مقتدی کب سلام پھیرے:

سوال: باجماعت نماز میں امام صاحب نے نماز ختم کرنے کے لیے التحیات، درود شریف اور دعا کے بعد سلام پھیر دیا؛ لیکن ایک مقتدی ابھی درود شریف ہی پڑھ رہا تھا تو کیا مقتدی کو بھی جب امام صاحب نے نماز ختم کرنے کے لئے سلام پھیرا تھا، سلام پھیر دینا چاہیے، یا مقتدی کو درود شریف اور دعا پوری پڑھنے کے بعد سلام پھیرنا چاہیے؟

---

(۱) عن أنس أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قنت شهراً يدعوا علٰى أحياء من أحياء العرب ثم تركه. (الصحيح لمسلم، باب استحباب القنوت فى جميع الصلاة: ۱/۲۳۷، رقم الحديث: ۱۵۸۶، مكتبة زكريا، انيس)

عن عبد اللّٰہ قال لم يقنت النبى صلى اللّٰه عليه وسلم إلا شهراً لم يقنت قبله ولا بعده. (شرح معانى الآثار، باب القنوت فى صلاة الفجر وغيرها: ۱/۱۷۵، رقم الحديث: ۱۳٦۱، مكتبة أشرفية، ديوبند، انيس)

وإن قنت الإمام فى صلاة الفجر يسكت من خلفه كذا فى الهداية ويقف قائماً وهو الصحيح، كذافى النهاية. (الفتاوٰى الهندية: ۱/۱۱۱، الباب الثامن فى صلاة الوتر)

(۲) عن جابر بن عبد اللّٰه أن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من كان له إمام فقراءة الإمام له قراءة. (حاشية الطحطاوى: ۱/۱۵۹، باب القراءة خلف الإمام، طبع مكتبة حقانية) (سنن ابن ماجة باب إذا قرأ الإمام فانصتوا: ۱/۲۷۷، رقم الحديث: ۸۵۰، انيس)

الجواب

اگر التحیات پوری نہیں ہوئی تو اسے پوری کرے اور اگر التحیات پڑھ چکا ہے تو امام کے ساتھ سلام پھیر لے، درود شریف کو پورا نہ کرے۔(۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل:۴۸۰/۳)

امام کے ساتھ مقتدی بھی سجدہ سہو کریں گے:

سوال: کوئی شخص جماعت کرا رہا ہے؛ یعنی امام جب اس پر سجدہ لازم آتا ہے، وہ آخر قعدہ میں تشہد کے بعد جب سلام پھیرتا ہے تو اس وقت مقتدی بھی سلام پھیریں گے؛ یعنی ان کو بھی سلام پھیرنا لازم آئے گا؟

الجواب

مقتدی بھی ایک طرف سلام پھیریں گے؛ مگر جن مقتدیوں کی کچھ رکعتیں رہ گئیں ہوں؛ (یعنی مسبوق ہوں) وہ امام کے ساتھ سلام نہ پھیریں؛ بلکہ سلام پھیرے بغیر امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرلیں۔(۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل:۴۸۴/۳)

امام کا مقتدی کی تشہد مکمل کرنے سے پہلے سلام پھیرنا:

سوال: بعض مساجد میں نماز پڑھنے کا اتفاق ہوتا ہے، بہت دفعہ ایسا ہوا ہے کہ ابھی مقتدی تشہد میں درود، یا دعا پڑھ رہا تھا کہ امام صاحب نے سلام پھیر دیا، اب مقتدی کے لیے کیا حکم ہے؟ کیا وہ امام صاحب کے ساتھ ہی سلام پھیر دے، یا اپنی تشہد مکمل کر کے سلام پھیرے؟

الجواب

اگر امام مقتدی کی تشہد کے پورا کرنے کے بعد سلام پھیر دے تو مقتدی کو چاہیے کہ وہ بھی سلام پھیر دے؛ کیوں کہ

---

(۱) إذا أدرک الإمام فی التشهد وقام الإمام قبل أن یتم المقتدی أوسلم الإمام فی آخر الصلاة قبل أن یتم المقتدی التشهد فالمختار أن یتم التشهد، کذا فی الغیاثیة وإن لم یتم أجزأه...ولوسلم الإمام قبل أن یفرغ المقتدی من الدعاء الذی یکون بعد التشهد أوقبل أن یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم فإنه یسلم مع الإمام.(الفتاویٰ الهندیة: ۹۰/۱، الباب الخامس فی الإمامة،الفصل السادس)(فیما یتابع الإمام وفیما لایتابعه،انیس)

ولو سلم والمؤتم فی أدعیة التشهد تابعه لأنه سنة.(الدر المختار)

ثم رأیته فی الذخیرة ناقلا عن أبی اللیث:المختار عندی أنه یتم التشهد وإن لم یفعل أجزأه.(ردالمحتار، باب صفة الصلاة: ۴۹۶/۱ ،دارالفکر بیروت،انیس)

(۲) ثم المسبوق إنما یتابع الإمام فی السهو دون السلام بل ینتظر الإمام حتیٰ یسلم فیسجد فیتا بعه فی سجود السهو لافی السلام.(بدائع الصنائع: ۱۷۶/۱)(کتاب الصلاة،فصل فی بیان من یجب علیه سجود السهو ومن لایجب علیه،طبع ایچ ایم سعید)

امام کی متابعت ضروری ہے، البتہ اگر مقتدی نے تشہد پوری نہ کی ہو تو پھر تشہد پوری کر کے سلام پھیر دے۔

لما قال العلامة فخر الدين الشهير بـ قاضي خان: وكذا لو سلم الإمام قبل أن يفرغ المقتدى من التشهد فإنه يتم التشهد. (۱) (فتاویٰ حقانیہ: ۳/۱۲۸-۱۲۹)

امام کی سرعت کی وجہ سے مقتدی سے رکوع، یا سجدہ کی تاخیر کا حکم:

سوال: اگر ایک شخص نماز کی ابتدا سے امام کے ساتھ جماعت میں شریک رہا، درمیان میں امام کی سرعت کی وجہ سے مقتدی رکوع، یا سجدہ کا ادراک نہ کر سکے تو اس شخص کو ایسی حالت میں کیا کرنا چاہئے؟

الجواب

ایسا شخص ترتیب سے چلتے ہوئے رکوع اور سجدہ کر کے امام کے ساتھ ملنے کی کوشش کرے گا، فرض یا واجب کے ترک کی صورت سے یہ بہتر ہے کہ امام کی رفاقت میں تاخیر ہو؛ کیوں کہ ترک کی صورت سے یہ بہتر ہے کہ امام کی رفاقت میں تاخیر ہو؛ کیوں کہ تاخیر کی صورت میں فی الجملہ متابعت موجود ہے۔

قال ابن عابدين: فلو نام في الثالثة واستيقظ في الرابعة فإنه ياتي بالثالثة بلا قراءة فإذا فرغ منها صلى مع الإمام الرابعة وإن فرغ منها الإمام صلاها وحده بلا قراءة أيضًا فلو تابع الإمام ثم قضى الثالثة بعد السلام صح وأثم. (ردالمحتار، أحكام اللاحق: ۱/۵۹۵) (۲) (فتاویٰ حقانیہ: ۳/۱۹۰-۱۹۱)

(۱) الفتاوى القاضي خان على هامش الهندية، فصل فيمن يصح الاقتداء به وفيمن لا يصح: ۱/۹۶۔

(۲) وفي الهندية: ولو لم يشتغل بقضاء ما سبقه الإمام ولكن يتابع الإمام أولا ثم قضى ماسبقه الإمام بعد تسليم الإمام جازت صلاته عندنا، هكذا في شرح الطحطاوي. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الصلاة، الفصل السابع في المسبوق واللاحق: ۱/۹۲، دار الفكر بيروت)

وذلك كالذي ينام خلف الإمام حتى يصلي الإمام ركعة ثم يحدث الإمام فيقدمه أنه مأموم وأنه يبدأ بالركعة التي نام فيها خلفه ثم يبني على صلاة الإمام فإن لم يفعل وبنى على صلاة الإمام ثم قضى الركعة أجزأته وأصل هذا ما روى عن النبي صلى الله عليه وسلم" أنهم كانوا إذا أدركوا النبي صلى الله عليه وسلم في بعض الصلاة فقضوا الفائت ثم تابعوا النبي صلى الله عليه وسلم حتى جاء معاذ رضي الله عنه وقد فاته بعض الصلاة فترك قضاء الفائت وتابع النبي صلى الله عليه وسلم فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: ما حملك على ما صنعت؟ فقال: ما كنت لأجدك على حال إلا أتابعك عليها، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: سن لكم معاذ فكذلك فافعلوا"، فقدم معاذ رضي الله عنه ماكان حكمه أن يؤخره ولم يأمره النبي صلى الله عليه وسلم بإعادتها فصار ذلك أصلا في جواز الصلاة مع ترك الترتيب في الركعات. (شرح مختصر الطحاوي للجصاص، باب صفة الصلاة: ۱/۷۰۶، دار البشائر الإسلامية، انيس)

امام کے دوسرے سلام سے پہلے مقتدی کا قبلہ سے پھر جانا:

سوال: ہماری مسجد کے امام صاحب بہت لمبا (دیر تک) سلام پھیرتے ہیں، ایک مقتدی امام صاحب کے دوسرا سلام پھیرتے ہی منہ قبلے کی طرف سے پھیر لیتا ہے، جب کہ امام صاحب کا سلام ابھی پورا نہیں ہوتا، اس کا کہنا ہے کہ دوسرا سلام پھیرتے وقت مقتدی امام کی اقتدا سے آزاد ہوجاتا ہے، کیا اس کا یہ عمل درست ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ

امام کو سلام اتنا لمبا نہیں کرنا چاہیے کہ مقتدیوں کا سلام درمیان ہی میں ختم ہوجائے، جو مقتدی امام کا دوسرا سلام پورا ہونے سے پہلے ہی قبلہ سے ہٹ کر بیٹھ جاتا ہے، اس کی نماز فاسد تو نہیں ہوگی؛ لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے، جب اس نے پانچ سات منٹ امام کے ساتھ صبر کیا ہے تو چند سیکنڈ اور بھی صبر کرلیا کرے۔(۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۲۸۰/۳)

مقتدی اگر قعدہ اولیٰ میں دونوں طرف سلام پھیردے تو کیا کرے:

سوال: زید امام صاحب کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے، قعدہ اولیٰ میں زید نے بھول کر دونوں طرف سلام پھیردیا، امام صاحب تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوگئے، موجودہ صورت میں زید کیا کرے گا اور کیسے نماز پوری کرے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــ

مقتدی کو امام کے پیچھے سلام نہیں پھیرنا چاہیے، اگر سہواً ایسا ہوجائے تو اس کی نماز صحیح ہے، اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔(۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۲۸۱/۳)

---

(۱) والسنة في السلام أن تكون التسليمة الثانية أخفض من الأولٰى ... اختلفوا في تسليم المقتدي؟قال الفقيه أبوجعفر: المختار أن ينتظر إذا سلم الإمام عن يمينه يسلم المقتدي عن يمينه وإذا فرغ عن يساره يسلم المقتدي عن يساره، إلخ. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلاة، الباب الرابع، الفصل الثالث: ۱/ ۷۷)

واختلفوا في تسليم المقتدي فعن أبي يوسف ومحمد: يسلم بعد الإمام وعن أبي حنيفة فيه روايتان: قال الفقيه أبوجعفر: المختار أن ينظر إذا سلم الإمام عن يمينه يسلم المقتدي عن يمينه وإذا فرغ عن يساره يسلم عن يساره، آه. (اللباب في شرح الكتاب، باب صفة الصلاة: ۱/ ۷٤، المكتبة العلمية بيروت، انيس)

(۲) لو سلم مع الإمام ساهياً أو قبله لا يلزمه سجود السهو وإن سلم بعده لزمه. (الفتاوىٰ الهندية: ۱/ ۹۱، الباب الخامس في الإمامة، الفصل السابع في المسبوق واللاحق)

ولو سلم مع الإمام ساهيا أو قبله لا يلزمه سجود السهو. (درر الحكام شرح غرر الحكام، باب صفة الصلاة: ۱/ ۹۳، دار إحياء الكتب العربية/ وكذا في مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، باب سجود السهو: ۱/ ۱۵۰، دار إحياء التراث العربي، انيس)

امام کے سلام پھیرنے سے قبل مقتدی کے سلام کا حکم:

سوال: مقتدی آخری قعدہ میں آدھی التحیات کے بعد اور امام کے سلام پھیرنے کے پہلے وضو جانے کے خوف سے، یا اس کے درمیان میں مرغوں نے غلہ کو کھایا، یا کسی اور چیز کا نقصان ہوا، امام کے پہلے سلام پھیرنے سے نماز صحیح اور درست ہوگی، یا نہیں؟

الجواب

قعدۂ اخیرہ بقدر تشہد کے فرض ہے،(۱) جب اس نے آدھی التحیات پر سلام پھیر دیا، بوجہ ترک فرض کے نماز فاسد ہوگئی اور اگر پوری التحیات کے بعد، مگر قبل امام سلام پھیر دیا تو فرض نماز تو ادا ہوگئی؛ لیکن بلا عذر ایسا کیا تو مکروہ کا ارتکاب کیا، بوجہ ترک متابعت واجبہ کے اور اگر بعذر ایسا کیا تو کراہت بھی نہیں اور خوف حدث عذر ہے اور نقصان چیز کا اس باب میں عذر ہونا مصرح نہیں دیکھا۔

فی رد المحتار: لو أتم المؤتم التشهد،بأن أسرع فيه وفرغ منه قبل اتمام إمامه فأتى بما يخرجه من الصلاة كسلام أو كلام أو قيام جاز:أى صحت صلاته لحصوله بعد تمام الأركان إلٰى قولهٖ وإنما كره للمؤتم ذلك لتركه متابعة الإمام بلاعذر وفلوبه كخوف حدث أوخروج وقت جمعة أومرورمار بين يديه فلا كراهة. (۱/۴۹۰)(۲)

۱۰/رمضان ۱۳۳۲ھ (تتمہ ثانیہ،ص:۱۶۱) (امداد الفتاویٰ جدید:۱/۴۰۲-۴۰۳)

دعا میں امام کی اقتدا کا حکم:

سوال: نماز میں امام کی پیروی کہاں تک کرنے کا حکم ہے؟ بعض آدمی دعا مانگ کر اپنے مصلیٰ سے اٹھ جاتے

(۱) "إذا قعد قدر التشهد فقد تمت صلاته" {موقوف}.(إتحاف المهرة لابن حجر،عاصم بن ضمرة عن على رضى اللّٰه عنه،رقم الحديث:۱۴۳۶۴،انيس)

قوله: (السادس)أى الركن السادس (القعدة الأخيرة قدرالتشهد).(منحة السلوك فى شرح تحفة الملوك، فصل فى صفة الصلاة:۱/۱۳۹،وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية قطر،انيس)

(۲) باب فى صفة الصلاة،مطلب فى الدعاء المحرم: ۲/۲۴۰،انيس

(وكره سلام المقتدى،الخ)أى تحريما للنهى عن الاختلاف على الإمام إلا أن يكون القيام لضرورة صون صلاته عن الفساد كخوف حدث لو انتظر السلام وخروج وقت فجر وجمعة وعيد ومعذور وتمام مدة مسح ومرور مار بين يديه فلا يكره حينئذ أن يقوم بعد القعود قدرالتشهد قبل السلام.(حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، فصل فيما يفعله المقتدى بعد فراغ إمامه: ۳۱۱،دارالكتب العلمية بيروت،انيس)

ہیں، جب کہ مقتدی دعا مانگتے رہتے ہیں، کیا دعا میں امام کے ساتھ منہ پر ہاتھ نہ پھیر کر بعد تک دعا مانگ سکتا ہے؟ تنہا بعض آدمی کی چند رکعت چھوٹ جاتی ہے، پوری کرنے کے بعد اگر چاہیں تو امام کے ساتھ دعا میں شریک ہو سکتے ہیں؛ لیکن وہ اپنی تسبیح پڑھ کر دعا مانگتے ہیں، کیا دعا مانگے، یا تسبیح پڑھ کر الگ دعا کرے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیًا

امام کے سلام پھیرنے کے بعد مقتدی کے لیے اب اقتدا ضروری نہیں، مقتدی دیر تک دعا مانگ سکتا ہے، (۱) اسی طرح مسبوق اپنی تسبیح پوری کر کے دعا مانگ سکتا ہے۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی (حبیب الفتاویٰ: ۸۲/۴)

☆ ☆ ☆

(۱) وعن أبي في هذا روايتان: في رواية يصير المتقدى خارجا عن حرمة الصلاة بسلام الإمام وفي رواية لا يصير خارجا، فمال الفقيه أبو جعفر إلى الرواية التي تصير خارجا عن حرمة الصلاة بسلام الإمام وإضافة لفظة السلام واجبة عندنا وليست بفرض، الخ. (المحيط البرهاني، الفصل السادس عشر في التغني والألحان: ۳۷۱/۱، دار الفكر بيروت)

معلوم ہوا کہ جب مقتدی حرمت صلوٰۃ سے خارج ہو گیا تو اب اتباع واقتدا لازم نہیں رہا، مقتدی جتنا چاہے، دعا اور تسبیح وتہلیل میں مشغول ہو سکتا ہے۔ انیس

(۲) والمسبوق يتابع إمامه فيما أدرك ثم بعد فراغه يقوم إلى قضاء ما سبق به. (بدائع الصنائع، فصل في شرائط جواب الاستخلاف: ۲۹۹/۱، دار الكتب العلمية بيروت، انيس)

والمسبوق في حكم المنفرد. (المبسوط للسرخسي، كتاب الصلاة: ۱۰۹/۲، دار المعرفة بيروت، انيس)

مذکورہ عبارتوں سے معلوم ہوا کہ مسبوق پر امام کی اتباع امام کے سلام سے پہلے تک لازم ہے، سلام کے بعد نہیں، پس امام کے سلام کے بعد مابقی قضا کرنے کے بعد تسبیح کے بعد دعا و اذکار پڑھ سکتا ہے۔ انیس